ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی☆

مولانا عبدالحکیم شرفؔ قادری کا ادبی ذوق

ہمارے ہاں تدریسی خدمات سرانجام دینے والے علمائے کرام اپنی منصبی ذمہ داریوں کے سبب عموماً شعر و ادب کا مطالعہ نہیں کر پاتے، اس لیے علمی اصطلاحات پر مشتمل اُن کی تحریریں گہری علمی چھاپ لیے ہوتی ہیں جنہیں درسِ نظامی کے فاضل حضرات تو بخوبی سمجھ سکتے ہیں مگر عام اردو خواں طبقہ اِن تحریروں سے پوری طرح استفادہ نہیں کر پاتا ہے، استاذ العلما مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری عصرِ رواں کی ایک ایسی نادرِ روزگار شخصیت تھی کہ جب وہ مسندِ تدریس پر رونق افروز ہوتے تو ادب کے سانچے میں ڈھلے ہوئے طلبہ اُن کے سامنے ہمہ تن گوش نظر آتے، جبکہ استاذِ گرامی اپنے شاگردوں کا دامنِ دل علم کے موتیوں سے بھرتے، علم و عمل اور خدمتِ دین کا جذبہ اُن کے دلوں میں اتارتے دکھائی دیتے، وہ بیک وقت سراپا شفقت اور بارعب شخصیت کے مالک تھے، اُن کا طریقۂ تدریس ایسا نہ تھا کہ طلبہ اکتاہٹ کا شکار ہوجائیں کیونکہ وہ بعض اوقات نہایت شستہ مزاح کے ساتھ کلاس کا ماحول خوشگوار بنا دیا کرتے تھے، کبھی کبھار اشعار بھی سامعتوں کی نذر کرتے تھے، یہ اُن پر ربّ کی عطا تھی کہ وہ تدریس کی نزاکتوں سے بھی آگاہ تھے اور ادبی ذوق سے بھی مالا مال تھے، انہیں یہ ادبی ذوق اپنے والدِ گرامی مولانا اللہ دتہ رحمۃ اللہ علیہ سے ورثے میں ملا تھا، مولانا اللہ دتہ رحمۃ اللہ علیہ کو فارسی، اردو اور پنجابی کے سینکڑوں اشعار ازبر تھے، وہ موقع محل کے مطابق شعر پڑھتے تو اہلِ ذوق پھڑک اُٹھتے تھے، یہی نہیں بلکہ وہ خود بھی پنجابی میں عمدہ شعر کہتے تھے۔

مولانا شرف قادری نے خود بھی عربی، فارسی، اردو اور پنجابی شاعری کا وسیع مطالعہ کر رکھا تھا، وہ روزنامہ ''نوائے وقت'' کے مستقل قاری تھے، ''نوائے وقت'' میگزین میں اے۔حمید کا کالم اہتمام سے پڑھتے تھے، جبکہ میاں عبدالرشید صاحب کا کالم ''نورِ بصیرت'' بھی نہایت محبت سے پڑھتے، بلکہ آپ نے ''نورِ بصیرت'' کی بعض کٹنگز بھی سنبھال کے رکھی ہوئی تھیں اور جب میاں عبدالرشید صاحب شہید ہوئے تو آپ نے اُن کے حوالے سے ایک مضمون لکھ کر مرحوم سے حقِ دوستی کو نبھایا، یہ مضمون آپ کی تصنیف: ''نور نور چہرے'' میں شامل ہے، مولانا شرف قادری نے احسان دانش کی خودنوشت ''جہانِ دانش'' کا مطالعہ کیا، قدرت اللہ شہاب کا ''شہاب نامہ'' پڑھا تو اپنی کسی تحریر میں اُس کا حوالہ بھی دیا، اِسی طرح اشفاق احمد کا ایک انٹرویو پڑھا تو ایک تقدیم میں اُس سے ایک اقتباس بھی شامل کیا، اِس کے علاوہ آپ اردو ڈائجسٹ کا باقاعدگی سے مطالعہ کیا کرتے تھے، بلکہ ایک موقع پر اُنہوں نے مجھے کوئی عام سا ڈائجسٹ پڑھتے دیکھا تو فرمایا:

''اگر ڈائجسٹ پڑھنا ہی ہے تو اردو ڈائجسٹ پڑھا کرو جس میں معلومات بھی ہوتی ہیں اور ادبیت بھی۔''

اُنہوں نے تدریسی زندگی کے دوران ''دیوان حماسہ'' اور ''دیوان متنبّی'' کے منتخب قصائد بارہا پڑھائے تھے، اُنہیں علمِ بلاغت میں ''مختصر المعانی'' اور ''مطول'' بھی بارہا پڑھانے کا موقع ملا، وہ موزوں طبع بھی رکھتے تھے اور علم العروض بھی جانتے تھے، ایک مرتبہ میرے پوچھنے پر اُنہوں نے بتایا کہ آپ نے اشعار کی تقطیع مولانا عطاء محمد بندیالوی رحمۃ اللہ علیہ سے الفیہ ''ابن عقیل'' پڑھتے ہوئے سیکھی، یہی وجہ تھی کہ اُن کے سامنے نعت یا سلام کا کوئی شعر بے وزن پڑھا جاتا تو فوراً غلطی کی طرف نشاندہی اور اس کی اصلاح فرما دیا کرتے تھے۔

ایک مرتبہ میں نے اُن سے پوچھا: ''لفظ ''شرفؔ'' کو بطورِ تخلص کیسے اختیار کیا؟'' تو اُنہوں نے فرمایا:

''یہ حضرت بوعلی قلندر کا تخلص ہے، ایک زمانہ میں اُن کا فارسی دیوان زیرِ مطالعہ رہا اُن سے انسیت کے سبب یہ تخلص اختیار کیا ہے۔''

پھر اُنہوں نے حضرت بوعلی قلندر کے تخلص پر مشتمل یہ شعر سنایا:

شرف بر بند لب از گفتنِ اشعارِ رندانہ
شکایت ہاست زِ اشعارِ تو ہر گبر و مسلماں را

اُنہوں نے حضرت خواجہ حافظ محمد قمر الدین سیالوی کے حوالے سے اپنے ایک مضمون میں لکھا ہے کہ وہ ۱۹۶۳ء میں بغرضِ تعلیم سیال شریف میں قیام پذیر ہوئے، اُس دور میں دیوانِ حافظ کی شرح ''لسان

☆Maktaba Qadria,Data Darbar,Lahore(Pakistan)

الغیب'' کا مطالعہ کیا تو آپ کو سوز و گداز کی ایک عجب کیفیت نصیب رہی، تب فارسی میں کئی اشعار بھی لکھے اور مولانا عطا محمد بندیالوی کی حرمین شریفین سے واپسی پر اُن کی خدمت میں فارسی قصیدہ لکھ کر پیش کیا جو کہ محفوظ نہیں رہ سکا- مولانا شرف قادری کے وصال کے بعد منکشف ہونے والے بعض حقائق میں سے ایک روشن حقیقت یہ بھی ہے کہ اُن کے مزاج میں بلا کا سوز و گداز تھا، اُن کا یہ سوزِ جگر اُن کی تحریروں میں واضح طور پر محسوس کیا جا سکتا ہے- دعا مانگتے ہوئے اور بسا اوقات نعت سنتے ہوئے اُن کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو جایا کرتے تھے، اُنہوں نے ہمیشہ صحو کو سکر پر غالب رکھا-

نثری خدمات: مولانا شرف قادری کو قدرت نے عربی، فارسی اور اردو میں بڑی فیاضی سے مہارت عطا فرمائی تھی، وہ ان تینوں زبانوں میں تحریر و تقریر کی صلاحیت رکھتے تھے اور اُنہوں نے خوب لکھا- آپ کے اسلوبِ نگارش کے حوالے سے ایک ملاقات میں مولانا کوثر نیازی نے آپ کو مخاطب کر کے کہا تھا:

'' آپ کی تحریروں میں جو سلاست اور روانی ہے وہ میں نے علما کی تحریروں میں بہت کم دیکھی ہے-''

آپ کی نثری نگارشات کے حوالے سے محدثِ جلیل مفتی علی احمد سندیلوی یوں اظہارِ خیال فرماتے ہیں:

'' حضرت مولانا تحریر و تدریس کے شہسوار ہیں- عربی، فارسی، اردو تینوں زبانوں میں اب تک ان کی بیسیوں علمی اور معیاری کتب شائع ہو کر شائقین علم سے داد و تحسین حاصل کر چکی ہیں...... آپ کے قلم میں روانی، حجت اور دلیل کا زور، آسانی و سادگی ہے کہ قاری کے قلب و ذہن پر اثر کرتی ہے یعنی ان کی تحریر خشک اور مردہ نہیں، زندہ اور باقی رہنے والی ہے-''

مولانا محمد عبدالرحمٰن الحسنی مولانا شرف قادری کی تصنیفات کے حوالے سے کہتے ہیں:

'' حضرت علامہ مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری صاحب جہاں تدریسی و تقریری صلاحیتوں سے بہرور ہیں، وہاں اللہ تعالیٰ نے فن تحریر کا ملکہ بھی عطا کیا ہے- چنانچہ مختلف رسائل و جرائد میں آپ کے تحقیقی مضامین اور معرکہ آرا مسائل پر آپ کی محققانہ تصانیف اہل علم سے داد و تحسین وصول کر چکی ہیں-''

محدثِ شام علامہ محمد صالح فرفور گیلانی کی عربی تصنیف '**من نسمات الخلود**'' کے اردو ترجمہ پر تبصرہ کرتے ہوئے پروفیسر ڈاکٹر ظہور احمد لکھتے ہیں:

'' مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری نے کتاب کو نہایت اعلیٰ اسلوب میں بڑی محنت اور توجہ کے ساتھ پیش کیا ہے- عام فہم مگر عالمانہ اور شستہ اردو میں اس طرح پیش کیا ہے کہ عربی متن کے قاری کی طرح اردو ترجمہ کا قاری بھی خوشی اور دلچسپی سے بہرہ ور ہوتا ہے اور عملی زندگی کے لیے اسلاف کے ان اعلیٰ نمونوں سے لطف اندوز بھی ہوتا ہے اور راہ عمل کے لیے عمدہ سامان بھی نصیب ہوتا ہے- قادری صاحب کے اِس ترجمہ پر اصل کا گمان ہوتا ہے اس لحاظ سے شیخ فرفور بہت خوش نصیب ہیں کہ اُنہیں مولانا شرف قادری صاحب جیسا فاضل مترجم میسر آیا- جس نے اُن کی متعدد تصانیف (**من نفحات الخلود، من رشحات الخلود، من نسمات الخلود**) کو عربی سے اردو میں منتقل کر کے قارئین کے دائرے میں بڑی وسعت پیدا کر دی، کیونکہ عربی زبان کی طرح اردو زبان کے قارئین کا دائرہ بھی وسیع بلکہ لا محدود ہے اور دنیا کے کونے کونے میں یہ تصنیف پہنچ گئی ہے- جس طرح دنیا کے ہر اچھے ملک کے ہر بڑے شہر میں عربی پڑھنے اور سمجھنے والے مل جاتے ہیں، اِسی طرح اردو بھی اب ایک عالمی زبان بن چکی ہے اور اس کے پڑھنے اور سمجھنے والے بھی تقریباً ہر جگہ مل جاتے ہیں- مولانا عبدالحکیم شرف قادری صاحب ہمارے اُن علما میں سے ہیں جو اردو اور عربی میں یکساں طور پر قلم برداشتہ لکھنے پر قادر ہیں، متعدد تصانیف دونوں زبانوں میں قارئین سے کلمہ استحسان اور خراجِ تحسین وصول کر چکی ہیں-''

محدثِ جلیل شیخ محمد صالح فرفور کی تصنیف: ''**من نفحات الخلود**'' کے اردو ترجمہ ''زندۂ جاوید خوشبوئیں'' پر تبصرہ کرتے ہوئے عصرِ حاضر کے صاحبِ طرز ادیب سید خورشید گیلانی لکھتے ہیں:

''دمشق کے شیخ طریقت حضرت سید محمد صالح فرفور علیہ الرحمہ کی کتاب'' **من نفحات الخلود** '' کا ترجمہ ''زندۂ جاوید خوشبوئیں'' اِس وقت میرے سامنے ہے- ترجمے کا خوشگوار فریضہ ہمارے ممدوح جناب محمد عبدالحکیم شرف قادری نے سرانجام دیا ہے...... شیخ فرفور نے جو رنگ باندھا سو باندھا، محترم شرف قادری نے ترجمہ کر کے اُسے نیا آہنگ عطا کر دیا ہے- اللہ تعالیٰ نے ہمارے ممدوح مولانا محمد عبدالحکیم شرف کو

پڑھنے اور لکھنے کا اعلیٰ ذوق اور سلیقہ عطا فرمایا ہے، مدرس آدمی بسا اوقات خشک ہوتا ہے، ہر وقت قالَ اقولُ کی گردان، ہر لحہ ضرب یضرب کی مشق، ہر آن فقہی بحث، ہر ساعت منطقی صغرے کبرے اور ہر دقیقہ کلامی نکتے اچھے بھلے انسان کو ''عبوساً قمطریراً'' بنا دیتے ہیں۔ مگر ہمارے شرف صاحب چوبیس گھنٹے درس و تدریس میں منہمک رہ کر بھی تر و تازہ زبان لکھنے کی خوبی سے آراستہ ہیں۔ جس طرح مرغابی دن رات پانی میں غوطے کھاتی ہے۔ مگر جب پانی سے باہر نکلتی ہے تو اُس کے پروں پر پانی کا ایک قطرہ بھی نہیں ہوتا۔ اِسی طرح جناب شرف قادری صاحب اپنی ساری خشکی مسندِ تدریس پر چھوڑ آتے ہیں۔ جب لکھنے کے لیے قلم ہاتھ میں لیتے ہیں تو اُن کا قلم آبشار کی طرح بہہ نکلتا ہے، جس کی آواز کانوں میں رس گھولتی ہے۔ میری قارئین سے درخواست ہے کہ وہ یہ کتاب از اول تا آخر پڑھیں اُنہیں قطعاً اس کا احساس نہیں ہوگا کہ وہ کسی کتاب کا سپاٹ اور تکنیکی ترجمہ پڑھ رہے ہیں، بلکہ صاف محسوس ہوگا کہ وہ طبع زاد تصنیف کا مطالعہ کر رہے ہیں۔ اور کسی مترجم کی یہ سب سے بڑی خوبی ہے کہ وہ ترجمے میں آورد نہیں آمد کا رنگ بھر دے۔ حضرتِ شرف قادری بحمد اللہ اِس کوچے سے سرخرو ہو کر نکلے ہیں۔''

''من نفحات الخلود'' ہی کے ترجمہ پر اظہارِ خیال کرتے ہوئے پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد فرماتے ہیں:

''علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری اہلِ سنت کے مشہور و معروف قلمکار ہیں، وہ گزشتہ پچیس تیس سال سے لکھ رہے ہیں...... وہ محدث بھی ہیں، محقق بھی ہیں، مدرس بھی ہیں، معلم بھی، مصنف بھی ہیں اور مولف و مترجم بھی، زبان و بیان پر اُن کو پوری قدرت حاصل ہے...... پیشِ نظر کتاب: ''زندۂ جاوید خوشبوئیں'' ایک عربی کتاب: ''من نفحات الخلود'' کا اردو ترجمہ ہے، اِس ترجمہ کی خوبی یہ ہے کہ ترجمہ معلوم ہی نہیں ہوتا، تصنیف و تالیف سے ترجمہ زیادہ مشکل ہوتا ہے کیونکہ اس میں مترجم کو پروازِ فکر کے لیے آزاد فضا میسر نہیں ہوتی، اُس کو پابند رہتے ہوئے قید و بند میں زبان و بیان کے جوہر دکھانے ہوتے ہیں، اِس سے زبان و بیان پر مترجم کی قدرت کا اندازہ ہوتا ہے، حضرت علامہ شرف قادری نے کامیاب ترجمہ کیا ہے، اُنہوں نے اصل کتاب سے دل نکال کر رکھ دیا ہے، مصنف کے دل کی دھڑکن ترجمے کے اندر محسوس ہوتی ہے، فاضل مترجم مبارکباد کے مستحق ہیں۔''

اِسی کتاب کے حوالے سے مولانا سید ریاض حسین فرماتے ہیں:

''محمد عبدالحکیم شرف قادری محض عربی داں ہی نہیں واقعیت شناس بھی ہیں، صرف ترجمان ہی نہیں حقیقت آگاہ بھی ہیں، اُن کا کوئی کام بھی درد کی گہرائی سے خالی نہیں ہوتا، درسیات کی جانکاہ مشق سے تھکا ماندہ عالمِ دین حیرت ہوتی ہے کہ زندہ ذوق کی لذتوں سے بہرہ ور رہتا ہے۔ ''قاضی مبارک''، ''سلم''، ''صدرا'' اور ''شمسِ بازغہ'' کی روح کش تقریروں کے جلاپے اور تڑاقے اُس کی آنکھوں سے محبت کے آنسو خشک نہیں کر سکتے، وہ روتا بھی ہے اور رلاتا بھی ہے، تڑپتا بھی ہے اور تڑپاتا بھی ہے، لکھنا اُس کا دھندہ نہیں درد ہے، وہ اپنے درد کے اظہار کے لیے اِس کا قائل نہیں کہ رہتا کہ وہ اپنا ہی گیت سناتا جائے، جب کہیں کوئی میٹھا نغمہ کہیں سے بھی سنائی دیتا ہے، تو وہ اُس کی لہروں کو عام کرنے کا مشتاق بن جاتا ہے ''من نفحات الخلود'' محمد عبدالحکیم شرف قادری کی تصنیف نہیں، پسند ضرور ہے، کتاب کا انتخاب بذاتِ خود مترجم کے پاکیزہ ذوق پر شاہدِ عادل ہے۔''

شیخ محقق، امام اہلِ سنت شاہ عبدالحق محدثِ دہلوی کی کتاب ''تَحْصِيلُ التَّعَرُّف فِي مَعْرِفَةِ الْفِقْهِ وَالتَّصَوُّف'' کے اردو ترجمہ پر پیش لفظ میں پروفیسر سید عبدالرحمٰن بخاری لکھتے ہیں:

''جس قدر بلند پایہ اور عمیق یہ کتاب تھی اتنا ہی عظیم اور ژرف نگاہ مترجم اُسے میسر آیا۔ مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری صاحب زید مجدہ کی ذاتِ گرامی علم و فضل کی دنیا میں خود ایک استعارہ اور پہچان بن گئی ہے۔ تعلیم و تدریس، وعظ و تقریر، اور تحقیق و تصنیف میں عمر گزری ایک عالَم کو سیراب کیا۔ تشنہ لبوں کی پیاس بجھائی اور فکر و دانش کے گلزار کھلائے۔ پیشِ نظر ترجمہ اُن کے شجرِ علمی، وسعتِ فہم اور دقتِ نظر کا شاہکار ہے۔ اسلوب میں تحقیق، تسلسل اور تکمیل کا رنگ جھلک رہا ہے۔ اور طرزِ نگارش انتہائی سلیس، شستہ اور رواں ہے۔ اردو اور عربی دونوں زبانوں میں مہارت کو اِس سلیقہ سے برتا ہے کہ ترجمہ میں اصل بیان کی لطافت منعکس ہو رہی ہے۔ اِس سے کتاب جہاں تحقیق، تشریح اور تفسیر کے سہ آتشہ لطافت کا مرقع بن گئی ہے وہیں اُس کی تاثیر و افادیت میں بھی بے پناہ اضافہ ہوا ہے۔'

ملک العلما مولانا ظفر الدین بہاری کے صاحبزادے ڈاکٹر مختار الدین احمد آرزو مرحوم مولانا شرف قادری کے نام مکتوب (محررہ

۲۹/۱۱/۱۹۹۲ء) میں لکھتے ہیں:

''سب سے زیادہ خوشی آپ کی کتاب ''تذکرۂ اکابر اہل سنت'' دیکھ کر ہوئی-۱۷۸/علمائے پاکستان کا کیسا گراں قدر تذکرہ آپ نے مرتب کر دیا جن کے حالات جاننے کے لیے ہم ہندوستانی طلبہ کتنی کتابیں رسائل و اخبارات الٹتے پلٹتے رہتے ہیں لیکن اُن کی سوانح حیات اور اُن کی تصانیف کا پتا نہیں چلتا، خدا آپ کو تندرست اور خوش و خرم رکھے کہ اِس کی دوسری جلد بھی اَب مرتب کرسکیں اور جن علما کا ذکر اِس جلد میں نہ آسکا ہے وہ دوسری جلد میں آجائے...... میری خواہش ہے جس میں بہت سے لوگ شریک ہوں گے کہ اِس کتاب کی طرح ایک کتاب اَب علمائے ہند کے حالات میں بھی مرتب کر دیں- اِس کا خیال نہ کیجیے کہ اِس موضوع پر ایک دو کتابیں چھپی ہیں، آپ کی کتاب اِن شاء اللہ زیادہ جامع ہوگی- پھر اگر کوئی کتاب ہندوستان میں چھپی ہے تو وہ آپ کے یہاں کے قارئین کو آسانی سے کہاں دست یاب ہوتی ہوگی؟

ڈاکٹر مختار الدین احمد مولانا شرف قادری کے نام مکتوب (محررہ ۳/۳/۱۹۹۳ء) میں لکھتے ہیں:

''آج صبح بلکہ دوپہر کو مرسلہ کتابوں کا پارسل ملا جزاک اللہ و حفظک اللہ...... کچھ عشا کے بعد اور کچھ سحری کے وقت دیکھیں، آپ کی عربی تحریریں اتفاق ہے کہ میری نظر سے پہلے نہیں گزری تھیں- بہت اچھی زبان لکھی ہے آپ نے اور نفس مضمون کی افادیت تو ظاہر ہے، چھپی بھی خوب ہیں- آپ کا ''ترجمۂ اشعۃ اللمعات'' دیر تک دیکھتا رہا- بہت مفید کام آپ نے کر دیا ہے، خدا آپ کو اور ناشرین کو جزائے خیر دے کہ ایک اہم ضرورت آپ نے پوری کر دی- اب فارسی کا رواج کم ہوگیا ہے، شیخ کے مطالب تک عام لوگوں کی اب رسائی ہوگئی...... ترجمہ بہت رواں ہے اور سیدھی سادھی زبان میں آپ نے کیا ہے کہ معمولی استعداد رکھنے والا شخص بھی حدیث آسانی سے سمجھ جائے گا، یہ کتاب تو اب بغیر استاد کے پڑھی اور سمجھی جاسکتی ہے، ترجمے پر نمبر ڈال کر ضروری تشریحات کے ترجمے آپ نے جس طرح پیش کیے ہیں اُس سے عام لوگوں کو حدیث سمجھنے میں بہت مدد ملے گی- قوسین میں آپ کے وضاحتی نوٹس بھی دیکھے، یہ بہت ضروری تھے- دوسرے تعلیقات بھی بہت مفید ہیں- اب ترجمے کے دوسرے حصوں سے مستفید ہونے کی خواہش پہلے سے زیادہ تیز ہوگئی-''

ہمارے ممدوح کی فن ترجمہ میں عروج کو چھوتی ہوئی مہارت کو ''انوار القرآن فی ترجمۃ مفاہیم القرآن'' میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے، آپ نے ربع صدی سے زیادہ عربی اور اسلامی علوم کی تدریس کے بعد ایک والہانہ پن اور وارفتگی کے ساتھ قرآنِ کریم کا ترجمہ مکمل کیا، اِس ترجمہ کا منظر عام پہ آنے پر اہلِ علم اِس کے بارے میں اپنی پسندیدگی اور آرا کا اظہار کرسکیں گے-

شاعری: ان کی مختصر اور دستیاب عربی فارسی اور اردو شاعری کا محور دین ہی دکھائی دیتا ہے، انہوں نے غزل یا دیگر اصنافِ سخن کی طرف توجہ نہیں کی بلکہ دین کے سانچے میں ڈھلی اپنی قلبی واردات کو ہی نظم کے پیکر میں ڈھالا ہے-

عربی شاعری: مولانا شرف قادری کو سعدی شیرازی سے والہانہ محبت تھی ''کریما'' پر حاشیہ اسی محبت کا مظہر ہے، آپ نے اُن کی مشہور رباعی کے تتبع میں درجِ ذیل دو عربی رباعیاں لکھیں:

بھرَ الحِسان جمالہ	غلب الجمیع کمالہ
بلغ الانام نوالہ	فمن المحال مثالہ
نشر الھدی بمقالہ	غمر الوری بنوالہ
قھر العدیٰ بجمالہ	صلوا علیہ وآلہ

اِس کے علاوہ آپ نے ''قصیدہ بردہ'' کی زمین میں بھی کچھ عربی اشعار لکھے ہیں- جن کے حوالے سے آپ فرماتے ہیں:

''۱۷/ذوالحجہ ۱۴۱۶ھ/ ۶/مئی ۱۹۹۶ء کی رات دیر تک نیند نہ آئی، طبیعت میں بے چینی تھی، اس بے کیفی میں قصیدہ بردہ کا ایک شعر زبان پر آ گیا ''یارب بالمصطفیٰ بلغ مقاصدنا الخ'' اللہ تعالیٰ کی عنایت دیکھئے کہ یہ شعر پڑھتے پڑھتے، اسی وزن کے کچھ اشعار دل پر وارد ہونے لگے جو راقم نے لکھ لیے-''

''آپ کے یہ عربی اشعار آپ ہی کے اردو ترجمہ کے ساتھ درج ذیل ہیں:

یا رب بالمصطفیٰ طھّر بواطننا
عن الرزائل واحفظھا من اللمم
یا رب بالمجتبیٰ نوّر لطائفنا
بالذکر والفکر و العرفان والحکم
محمد سیدُ السادات فی کرم

معلم الناس بالتوحید والعظم
والمسلمون علوا فی کل معرکة
بالرشید والخیر والایمان ذی القیم
لما عصوا امره جهلا بعظمته
صاروا ذوی الذل والخسران فی الامم
صاروا عبید کلنتن مخلصین له
واصبحوا لعبة للعاند الخصم
اما تری مسلمی الشیشان فی کرب
و بو سنا اهلها فی الضیم والضرم
وما تری مو منی الکشمیر فی حنق
وفی المصائب والعدوان والنقم

ترجمہ: ☆اے میرے رب! حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے طفیل ہمارے سینوں کو پاک فرما! اوصاف ذمیمہ سے اور ہمارے سینوں کو گناہوں سے محفوظ فرما!

☆اے میرے رب! ہمارے لطائف کو منور فرما دے- ذکر و فکر، معرفت اور حکمتوں سے-

☆حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ جود و کرم میں تمام سرداروں کے سردار ہیں- آپ تمام انسانیت کو توحید اور عظمتوں کی تعلیم دینے والے ہیں-

☆مسلمان ہر معرکے میں سربلند رہے- ہدایت، نیکی اور گراں قدر ایمان کی بدولت-

☆جب مسلمانوں نے آپ کی عظمت کو بھلا کر آپ کے حکم کی خلاف ورزی کی تو اقوام عالم میں ذلیل اور خائب و خاسر ہو گئے-

☆کلنٹن کے مخلص غلام بن گئے اور پُر عناد دشمن کے ہاتھوں میں کھلونا بن گئے-

☆کیا تم چیچنیا کے مسلمانوں کو درد و کرب میں نہیں دیکھتے؟ اور کیا بوسنیا کے مسلمانوں کو ظلم اور فقر و فاقہ کی وجہ سے غیظ و غضب میں نہیں دیکھتے؟

☆اور کیا تم کشمیر کے اہل ایمان کو شدید غضب میں نہیں دیکھتے؟ مصائب، ظلم اور انتقام کی کئی قسموں کے سبب-

فارسی شاعری: مولانا عبدالحکیم شرف قادری ۱۸/ نومبر ۱۹۹۶ء میں اپنے استاذِ گرامی مولانا عطا محمد چشتی کی خدمت میں حاضر ہوئے تو راستے میں چند فارسی نعتیہ اشعار بھی منظوم ہوئے جو درج ذیل ہیں:

اے سراپا حق کی رحمت السلام — اے سراسر لطف و رافت السلام
اے امین سروحدت السلام — دافع ہر شرو زحمت السلام
پیکر نورو کرم ذاتش تمام — روح اعظم باب جنت السلام
اتباعت باعث فوز و فلاح — اقتدا یت روح عظمت السلام

اردو شاعری: مولانا عبدالحکیم شرف قادری نے عربی اور فارسی کے بعد اردو میں بھی کچھ اشعار لکھے جو کہ مدینہ منورہ روانگی کے وقت آپ کے دل پر وارد ہوئے-

تعالیٰ اللہ مدینے کا سفر ہے — مقدر کا ستارہ اوج پر ہے
ملائک رشک میں ڈوبے ہوئے ہیں — کہ اُن کا سنگ در ہے، میرا سر ہے
یہ شب میرے لیے معراج کی شب — نبی کی بارگہ میرا مقر ہے
الٰہی تیرے الطاف و کرم سے — یہ ذرّہ آج ہم دوش قمر ہے
نہیں حاضر جو دربارِ نبی میں — وہ دربار خدا میں بے قدر ہے

جب راقم الحروف الازہر یونیورسٹی میں پی ایچ ڈی (عربی زبان وادب) کے لیے: ''العلامه محمد فضل الحق الخیر آبادی حیاته وشعره العربی (دراسة تحقیقیة نقدیة) '' کے عنوان سے اپنا مقالہ جمع کروایا تب والد گرامی علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری مناقشے میں شرکت کے لیے قاہرہ مصر تشریف لائے، آپ کے دوسرے دورۂ مصر کے موقع پر آپ کی دلی کیفیت نے نظم کی صورت اختیار کر لی، اِس نظم میں اُنہوں نے راقم کے نگرانِ مقالہ ڈاکٹر رزق مرسی ابوالعباس، ''حدائق بخشش'' کو عربی نظم کے سانچے میں ڈھالنے والے پرفیسر ڈاکٹر حسین مجیب مصری، اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں کا عربی دیوان مرتب کرنے والے ڈاکٹر حازم محمد المحفوظ اور الازہر یونیورسٹی کے سابق پرو وائس چانسلر ڈاکٹر محمد سعدی فرهود اور اُس وقت کے شیخ الازہر ڈاکٹر سید محمد طنطاوی مرحوم کا تذکرہ بھی فرمایا- منقبت درشانِ ازہر کے عنوان سے آپ کی یہ اردو نظم درج ذیل ہے:

جامعہ ازہر سدا اونچا رہے تیرا مقام
تیرے علم و معرفت سے فیض پائیں خاص و عام
رفعتِ افلاک دیتی ہے تجھے دائم خراج
طور ساماں ہیں تیرے مینار بہر خاص و عام

بقیہ صفحہ 21 پر ملاحظہ کریں

اہل سنت و جماعت کے لوگ اس جانب توجہ دے سکتے ہیں- اردو نیٹ جاپان، یہ آن لائن اردو اخبار ہے- یہ اخبار پرنٹ تو نہیں ہوتا ہے، لیکن پوری دنیا میں انٹرنیٹ کے ذریعے پڑھا جاتا ہے- ہندوستان میں انٹرنیٹ کا دائرہ جتنا وسیع ہوتا جائے گا، آن لائن اخبارات کی اہمیت بڑھتی جائے گی- آپ کو یہ جان کر حیرانی ہوگی کہ روزنامہ انقلاب کو پوری دنیا میں آن لائن پڑھنے والوں کی تعداد لاکھوں میں ہے- اس سے آپ آن لائن اخبارات کی اہمیت کا اندازہ لگا سکتے ہیں- آن لائن میگزین کا تصور بھی عام کیا جا سکتا ہے، جو ماہنامے شائع ہو رہے ہیں، وہ آن لائن بھی نشر کیے جا سکتے ہیں-

سہ روزہ، ہفت روزہ، پندرہ روزہ اور ماہنامہ وغیرہ: پرنٹ میڈیا میں سہ روزہ، ہفت روزہ، پندرہ روزہ اور ماہنامہ وغیرہ کی اہمیت بھی مسلم ہے- اس وقت ماہناموں کی دنیا میں اہل سنت و جماعت کے چند رسالے مقبول ہیں (وہ تین چار ہیں) ان کے علاوہ بیشتر رسالوں کا حال بہت برا ہے- صحافتی اقدار کا بالکلیہ ان رسالوں میں خیال نہیں رکھا جاتا ہے، جس طرح کی زبان کا استعمال ان رسالوں میں کیا جاتا ہے، وہ زبان عام طور پر مہذب دنیا کی نگاہ میں غیر مقبول ہوتی ہے- ہم اپنی بات دلائل کی روشنی میں اگر پیش کریں اور زبان شائستہ ہو تو کوئی وجہ نہیں کہ دوسرے لوگ بھی اس سے متاثر نہ ہوں- مولانا وحید الدین خاں کی تحریریں تعلیم یافتہ طبقہ میں صرف اس لیے پڑھی جاتی ہیں کہ وہ اپنی بات شائستگی کے ساتھ پیش کرتے ہیں، اس لیے اگر کوئی ورکشاپ اس طرح کی ہو کہ اس میں اہل سنت و جماعت کے رسالوں کے مدیران، نائب مدیران اور دیگر ذمہ داروں کو ٹریننگ دی جائے کہ وہ کس طرح اپنے رسائل کو دوسروں کے لیے قابل قبول بنا سکتے ہیں تو یہ ایک بہت بڑا اقدام ہوگا- افسوسناک صورت حال یہ ہے کہ جو ذرائع ابلاغ ہمارے پاس موجود ہیں، ان کا استعمال بھی ہم اچھے انداز میں نہیں کر پا رہے ہیں- اس لیے سب سے پہلے ضروری یہ ہے کہ اپنے پاس موجود میڈیا کو مؤثر بنانے پر غور کریں، ساتھ ہی آگے بڑھنے کی جدوجہد جاری رکھیں، ان شاء اللہ اس میں کامیابی نصیب ہوگی اور دین کے ساتھ ساتھ مسلک کی اشاعت کی رفتار بھی تیز ہوگی- مجھے پوری امید ہے کہ ''فکر و تدبیر کانفرنس'' کا پیغام ملک کے کونے کونے تک پہنچے گا، جس کا ذریعہ بھی میڈیا ہی ہوگا اور کچھ لوگوں کو ضرور اس سے تحریک ملے گی- ◻◻◻

بقیہ: مولانا عبد الحکیم شرف قادری کا ادبی ذوق

تو رسول اللہ کے انوار کا گنجینہ ہے
اہلِ بیتِ پاک کے اسرار کا ماہِ تمام
تو جہالت کے مقابل نور کا سرچشمہ ہے
تیری عظمت اور فضیلت میں نہیں کوئی کلام
تیرے اوجِ حق کے آگے ہے جبینِ کفر خم
ظلمت طاغوت کو ملتا نہیں کوئی مقام
تیرے دانش ور سراپا حلم اور اخلاص ہیں
شرق سے تا غرب کہتے ہیں سبھی اُن کو سلام
ڈاکٹر مرسی، مجیب و حازم و فرہود سب
ہیں سراپا خُلق سب اور لائق صد احترام
سیدِ حازم محقق ہیں جناب اقبال کے
اور رضا کے فیض سے حاصل انہیں اونچا مقام
شیخ ازہر سید طنطاوی کے الطاف سے
ہم ہوئے ہیں فیض یاب و قائل لطف عظام
یا رسول اللہ سدا ہم پر رہے نظر کرم
ہم رہیں دائم ترے دربارِ اقدس کے غلام
نیل کے ساحل ہمیشہ شاد اور آباد ہوں
قاہرہ کے رہنے والے سب رہیں شاداں مدام
میرے بیٹے کی طرح ممتاز سب طلّاب ہوں
پرچم اسلام کو اونچا رکھیں با احتشام
جملہ ساداتِ گرامی کے فیوضِ عام سے
یہ شرفؔ بھی ہو مشرف اور ہر اک خاص عام

دینی ادارے میں تدریسی فرائض سرانجام دینے والے ایک استاد مولانا شرف قادری کو جو ادبی ذوق حاصل رہا وہ موروثی بھی تھا، اُن کے سوزِ دروں اور اُن کے وسیع مطالعہ کا ثمرہ بھی تھا- وہ اپنے سنجیدہ لب و لہجے اور اپنی ادبی صلاحیتوں کے ذریعے ابلاغی قوت کو زیادہ موثر بنانے میں کامیاب رہے- اُنہوں نے اپنی علمی اور ادبی صلاحیتوں کو پورے شعور و ادراک کے ساتھ ترجمۂ قرآن میں اِس نیت اور ارادے سے صرف کیا کہ یہ ترجمہ قارئین کے لیے قرآن فہمی کا ذریعہ اور اُن کے لیے توشۂ آخرت بنے- ◻◻◻

مشمولات

جام نور اسلامی حدود کے اندر آزادی اظہار کا حامی ہے۔ اہل قلم کی آرا سے ادارے کا اتفاق ضروری نہیں